نور افشاں

قیمت سالیانہ بلا محصول عہ
حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے
قیمت سالیانہ معہ محصول ے

نمبر ۲۷ جلد ۳
لودیانہ ۸ جولائی ۱۸۷۵ء
قیمت فی پرچہ ۶ پائی

سوال حل طلب

اہل اسلام کا یہہ کتابی مسئلہ ہے کہ جو مرد نیک و صالح ہوگا اور دنیا سے باایمان اُٹھیگا تو خدا تعالیٰ اُس کو جنت میں جگہہ دیگا اور طرح طرح کی نعمتیں عطا کریگا اور خدمت کے لئے ستر حوریں بھی گورے بدن اور بڑی آنکھوں والیاں ملینگی اگر عورت نیک اور صالح ہوگی اُس کی خدمت کے لئے کون مقرر ہونگے۔

راقم ایک مستفسر

بقیہ صبح کا بھولا شام کو لوٹا

بختیار کا مالیر کوٹلے کی سرا میں اُترنا اور کام کاج کی صورت نکالنا

دوسرے روز پہر دن چڑہے پھر بازار کو گیا دیکھتے بھالتے ایک ایسی دوکان پر جا نکلا جسکے اندر باہر حیرا ہی حیرا نظر آیا بیوپاریوں کی بھی عجب بھیڑ بھاڑ تھی کوئی مال لا دریا ہے اور کوئی لدھا رہا ہے کوئی بچوں کے پکے بنا رہا ہے اور کوئی ابھی دیکھتا بھالتا ہے۔ مالک دوکان ایک ضعیف العمر خضر صورت آدمی سامنے چارپائی پر بیٹھا ہوا دہیان دوکان کیطرف اور ہاتھوں سے تسبیح کے دانے گن رہا ہے کہ بظاہر با ہمہ گفت و شنود اشت ✤ و بیدل جانے دیگر در گرو داشت ✤ بڑی عمر کے سبب واجب التعظیم ہونے کے علاوہ دنیوی کامیابی نے بھی ہر ایک کو اُس کا سلامی بنا رکھا تھا چار اُس کے بیٹے چاروں جوان اور اپنے کام میں نہایت پکے اُس کے سامنے دوکان کا کاروبار بالاتفاق کرتے تھے ایک نے اُنمیں سے بختیار کو اجنبی گاہک سمجھکر بڑے میاں کے پاس

بیٹے کا اسے روکیا کہ بعد فراغت تم سے بات چیت ہوگی - بڑے میاں جو زمانہ کا سرد و گرم دیکھ بھالکر پورے تجربہ کار بن چکے تھے اُس بیچارے اجنبی کی نشست و برخاست سے ہی تاڑ گئے کہ نیا گھر سے نکلا ہوا ہی تسلی دلاسے سے بیٹھا کر پوچھنے لگے کہ تم کون ہو باپ کا کیا پیشہ ہی کس مطلب کے لئے گھر سے نکلے ہو کبھی آگے بھی کچھ خرید و فروخت کی کچھ نفع بھی اُٹھایا یا یونہیں خسارہ ہی بھرتے رہے بھٹیار نے اپنی ساری سرگذشت الف سے یٓ تک کہہ سنائی جب بھٹیارے نے شیخ نامدار اُس کے تائے کا ذکر آیا تو بوڑھے کو اُسکے ساتھ کسی زمانہ کا تعارف یاد آیا بھٹیارے پر رحم تو کرتا ہی تھا اس سبب سے اور بھی اُسکا غم کھایا اور یوں پوچھو تو وہ بوڑھا بذاتہ دیانت دار نمازی اور پرہیزگار تھا نادان بچوں سے روپیہ ٹھگنے کی کبھی نیت نہیں کی تھی اور نہ مسافروں کے مال لوٹنیکا خیال اور شاید یہی وجہ تھی کہ خدا کا فضل ہر وقت اُسکے شامل حال تھا کام کاج میں برکت اور ہونہار بیٹے دست بستہ خدمت میں حاضر بڑے تپاک سے پوچھنے لگا کہ کہاں اُترے ہو جب جواب میں سرا کا نام سُنا تو بہت بُرا مانا کہا سُنو بابا مالیرکوٹلے کی سرا مشہور ہی ہر قسم کے بچوں شہدوں بدمعاشوں اور قمار بازوں کا وہاں جمگھٹ رہتا ہی ؎ جسطرف دیکھو وہاں جھمکا ہی ٭ چور ہی ٹھگ ہی اور اُچکا ہی ٭ جتنے لوگوں سے ہی وہاں سروکار ٭ فن دزدی میں ہیں وہ بانی کار ٭ کسو کا گٹھا کسی کا تو بٹوہ ہی ٭ کوئی بھڑوا اُٹھائی گیرا ہی ٭ بہت مسافروں نے وہاں اُتر کر نقصان اُٹھایا اور سب نقد جنس کھو کر فقیر بن گھر کا راستہ لیا - مالیرکوٹلہ ریاست کا مکان ہی خراب اور مردود آدمی جنکو کہیں ٹھکانا نہیں یہاں پڑا ٹھہرتے ہیں اور یہ جعلی لوگ چاروں طرف سے جوان جوان عورات کو پھسلا یہاں

لاکر خراب کرکے کسب کرواتے ہیں تم وہاں ہرگز نہ ٹھہرو ؎ یہ وہ کوچہ ہی جہاں بے سر و ساماں ہیں بہت ٭ بھلے آدمی کے لڑکے ہو کیا تمھارے ایکدم کیواسطے یہاں جگہ نہیں مل سکتی غرض اشارتاً ایسا ظاہر کیا کہ اگر چاہے تو خود اُس کے مکان میں آ ٹھہرے مگر جب اُس کی مرضی نہ پائی تو آپ بھی اصرار کرنا مناسب نہ دیکھا البتہ دلی رغبت کے سبب ایسی ایسی باتوں پر آگاہ کیا جنسے وہ محض ناواقف تھا بولا کہ نفع کی بنیاد خرید پر منحصر ہی اگر خرید اچھی ہو جاوے تو پھر نفع کے لئے تردد کی چنداں ضرورت نہیں رہتی یعنی جسکو خریدنا آگیا یہی جانو کہ وہ تجارت کے سب اینچ پینچ پا گیا - غرض بڑے میاں کی باتوں میں ہی دن غروب ہو گیا اُسکی دوکان بڑھنیکا وقت قریب آپہنچا بھٹیارے نے صبح کے وعدہ پر رخصت ہو گھر کا راستہ لیا راستہ میں ایک روپیہ کے ٹکے تُڑا کر بھٹیاری کا پچھلا اگلا حساب بیباق کیا اور دال روٹی کھانے سے تنگ آکر آئندہ گوشت پکانیکی فرمایش کی شرم کے لئے آپ تو کوئی چیز خرید نسکا گوشت وغیرہ سب بھٹیاری کا ذمہ کر دیا - اس فرقہ کی عیاری تو مشہور ہی ہی ؎

لائے مسافروں کو جو وہ اپنے جال میں ٭ کمبخت پھنس کے پھر نکلیں انھیں خستہ حال میں - گوشت اور گھی خریدنے میں کیا مجال کہ وہ اپنے دستور سے ذرا بھی دائیں بائیں گئی ہو اپنے قاعدہ کے موافق وہی چھچھڑے سے خرید لائی اور بہت سی مرچیں اور نمک دیکر پکانا شروع کر دیا مگر کیا ممکن کہ دیگچی کو گھی کی بو تک بھی چھونے دی ہو - باقی ہفتہ آیندہ

تحقیقات کامل واجب ہی

ہندو اور عیسائی اور محمدی سب اسبات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری بہتری کیواسطے ضرور ہمیں کتاب عنایت کی ہی - لیکن ہندو بید و شاستر - عیسائی بائبل - اور محمدی قران کو مانتے ہیں - اگر خدا تعالیٰ نے ہمکو ایسی کتاب دی ہی تو بیشک اُسمیں ایسی ایسی عمدہ علامتیں ہونی چاہئیں - جس سے صاف ظاہر ہو کہ یہہ وہی کتاب ہی جو اللہ تعالیٰ نے ہماری ہدایت کیواسطے عنایت کی ہی اور اگر ایسی علامتیں نہ پائی جاویں تو ہم کسطرح جانیں کہ کونسی کتاب ماننے کے قابل ہی - پھر بہت لوگ اپنی اپنی کتابوں کو اس لئے بھی مانتے ہیں کہ اُن کے باپ دادے اور پیشوا اُنکو مانتے چلے آئے ہیں - اب اس بات پر غور کرنی چاہئے کہ آیا وہ کتاب جسکو میں خدا کا کلام کہتا ہوں درحقیقت کلام اللہ ہی یا نہیں - کیونکہ جسطرح خدا کا کلام رد کرنے سے گناہ ہوتا ہی اسیطرح کلام بشر کو کلام اللہ کہنے سے گناہ ہوتا ہی - اکثر لوگ یہہ سمجھتے ہیں کہ جو شخص ہماری مذہبی کتاب پر اعتراض کرتا ہی اور جھٹلاتا ہی وہ ہمارا بڑا دشمن ہی کیونکہ وہ ہمارے دین و ایمان کا نقصان کرتا ہی - بیشک جو شخص تعصب اور ضد سے کسی کی مذہبی کتاب کو جھٹلاتا ہی وہ ضرور دشمن ہی مگر جو کوئی بخوبی دریافت کرے کہ فلانی کتاب سراسر جھوٹی ہی اور اُس جھوٹی کتاب پر بہت سے لوگ ایمان لائے ہیں اور اُس کتاب کو جو حقیقتاً کلام الٰہی ہی رد کرتے ہیں اُسپر یہہ فرض ہی کہ جو حقیقی کلام الٰہی کو رد کرکے جھوٹی کتاب کو مانتے ہیں آگاہ کرے اور کلام اللہ کیطرف اُنکو رجوع کرے - مثلاً اگر کوئی شخص کسی کو گمراہ دیکھے کیا وہ اُسکو راہ نہ دکھلاوے اور اگر کوئی آدمی کسی کو شکستہ کشتی پر سوار ہوتے دیکھے تو کیا اُسے آگاہ نہ کرے کہ یہہ کشتی جسپر تم سوار ہو تمکو کبھی منزل مقصود تک نہ پہنچائیگی بقول شاعر ؎ اگر بینم کہ نابینا و چاہست ٭ اگر خاموش بنشینم گناہست ٭ واضح ہو کہ خدا کے نبیوں نے بارہا یہودیوں سے کہا کہ جو اپنے تئیں نبی ظاہر کرتے ہیں اور حقیقت میں نبی نہیں ہیں اُنسے خبردار رہو - پھر عیسیٰ نے بھی اپنے شاگردوں سے فرمایا

کہ جھوٹے نبیوں سے خبردار رہو کیونکہ وہ تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں لیکن حقیقت میں پھاڑنیوالے بھیڑئے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی واقع ہوتا ہے کہ کوئی دغاباز آدمی آپ کو سرکاری نوکر قرار دیکر گانو کے لوگوں کو لوٹتا ہے جیسا کہ کئی مہینے گذرے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے تئیں ڈپٹی انسپکٹر بنا کر کسی گانو کے ساہوکار کو لوٹا۔ پھر یہہ بھی کچھہ تعجب نہیں ہے کہ کوئی شخص عزت اور حرمت کے واسطے آپ کو نبی ظاہر کرے جیسا تیس چالیس برس کا عرصہ گذرا ہے کہ ایک آدمی نے ولایت امریکہ میں اپنے تئیں نبی ظاہر کر کے لوگوں کو فریب دیا تھا اور اُسکی کتاب جسکو مارمن کہتے ہیں اب تک موجود ہے اور اُسکے پیرو بہتیرے ہیں۔ علی ہذا القیاس ایسے ایسے بہت سے دغاباز آدمی ہوتے ہیں۔ پھر دیکھو کہ انجیل کیا فرماتی ہے، ہر ایک روح کو مت مانو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ آیا وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی کہے کہ میں روحوں کو کس طرح آزماؤں تو میری دانست میں یہہ ہے کہ سچے اور جھوٹے نبیوں کے پہچاننے کے واسطے چار علامتیں درکار ہیں۔

اول معجزہ۔ دوسرے پیشین گوئی۔ تیسرے نیک چال چلن۔ چوتھے عمدہ تعلیم۔ اگر یہہ چار علامتیں کسی شخص میں پائی جائیں یا بشرطیکہ ان میں سے تین موجود ہوں یعنی معجزہ و نیک چال چلن اور عمدہ تعلیم یا پیشین گوئی نیک چال چلن اور عمدہ تعلیم تو اُس کو سچا نبی ماننا واجب ہے ورنہ فریبی اُسکی نبوت پر اعتقاد نہ کرنا چاہئے۔ محمدی کہتے ہیں کہ یہہ علامتیں ہمارے نبی محمد صاحب میں پائی جاتی ہیں اگر یہہ سچ ہے تو ہم پر فرض ہے کہ اُس کتاب پر عمل کریں جو کہ اُنپر نازل ہوئی ہے اور اگر اسکو نہ مانینگے تو گنہگار ٹھہرینگے۔ لیکن یہہ بھی واجب ہے کہ ہم بخوبی تحقیقات کریں کہ آیا اصلی کلام موجود ہے یا نہیں اور یہہ علامتیں اُس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔ فقط

زور تھوڑا غصہ بہت مار کھانے کے لچھن

یہہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس آدمی میں زور کم ہوگا اور غصہ زیادہ ضرور مار کھاویگا اور اپنے کئے پر پچتاویگا اور جو زور آور ہوگا حلیم الطبع رہیگا ہمیشہ فتح مند ہوگا۔

ہماری سرکار فیض آثار باوجودیکہ فی زمانہ ایسی طاقت ور ہے کہ کوئی دشمن یک بیک تاب مقابلہ نہیں رکھتا مگر پھر اُسمیں وہ حلیمی اور فروتنی ہے کہ کسی دوسرے والی ملک میں نہیں ہوگی اگر کوئی دشمن اپنی خام خیالی سے ارادہ جنگ کرتا ہے تو سرکار انگلشیہ اپنے سفیروں کی معرفت اُسکو سمجھا دیتی ہے کہ لڑائی سے صلح بہتر ہے کیونکہ لڑائی میں رعایا کی تباہی و ملک کی بربادی ظہور میں آتی ہے چنانچہ ابھی سرحد ہندوستان پر شاہ برہما نے کیسا سر اُٹھا رکھا تھا یعنی یہی معلوم ہوتا تھا کہ آج لڑائی ہوئے یا کل لڑائی ہوئے یہاں تک کہ ایک روز بادشاہ برہما نے لڑائی کے سامان کرا اپنی فوج کے سپہ سالار کو بلایا اور مشورہ کیا کہ سرکار انگریزی سے ضرور جنگ کرنا چاہئے اور انگریزوں کو دق دینی واجب ہے۔ اُدہر شاہ برہما کی کج فہمی کو دیکھو اِدہر سرکار انگلشیہ کی دانائی اور رعایا کی خیر خواہی۔ فی الفور سرکار نے جناب سر ڈگلس فورسایتھ صاحب بہادر کو جو معاملات ملکی میں کمال معاملہ فہمی رکھتے ہیں پیغام دیکر بھیجا کہ صلح کرنا لڑائی سے بہتر ہے اُدہر آپنے اپنے جنگلی خیالات سے گورنر جین کو جو سرکار انگریزی کے دشمن میں بلا بھیجا اور وہ آگیا پھر بھی سرکار نے کچھہ خیال نہ کیا۔ اور جنگ کا منصوبہ قایم رکھا۔ گریبان میں مُنہہ ڈالکر نہ دیکھا کہ میں جو سرکار سے لڑائی کرتا ہوں کچھہ فوج بھی میرے پاس مضبوط لائق جنگ کے ہے کہ نہیں۔ چنانچہ حقیقتاً اپنی فوج کے افسر سے دریافت کیا کہ سرکاری فوج سے ہماری فوج لڑسکتی ہے کہ نہیں سپہ سالار نے جو نمک حلال تھا صاف صاف بیان کر دیا کہ ہماری فوج بالکل نکمی ہے قواعد بالکل نہیں جانتی ہے اور تعداد میں بہت کم ہے اور اپنی زبان میں ایک شعر بھی پڑھکر شاہ صاحب کو سنایا جسکا ترجمہ موافق اِسکے ہے کہ ع ہر با فولاد بازو پنجہ کرد ٭ ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد ٭ جب مصاحبین نے شاہ صاحب کو جنگ پر آمادہ دیکھا اپنے خویش و اقربا کو بذریعہ چٹھیات کے اطلاع دی کہ ضرور لڑائی ہوگی چٹھیات سے جو شہرت پھیلی سوداگروں نے تجارت و لین دین بالکل بند کر دیا جب شاہ برہما کو خبر مسدودی کاروبار تجارت کی پہنچی فی الفور گھبرا کر ایک اعلان مشتہر کرایا جسکا مضمون یہہ تھا کہ حضور اینجانب سرکار انگریزی سے لڑنا نہیں چاہتے۔ اُدہر حدود کرینی والوں نے ایک عرضی شاہ صاحب کی خدمت میں بدین مضمون ارسال کی کہ اگر سرکار انگریزی سے اپنے لڑائی کی تو ہم تمہاری مدد بالکل نہیں دینگے اور بلکہ خراج گذاری سال حال کی ادا نہیں کرینگے جب شاہ برہما نے دیکھا کہ اب ہمارے میں لڑائی اور مقابلہ سرکار انگریزی کے طاقت نہیں ہے فوراً سمجھ گئے اور جناب سر ڈگلس فورسایتھ صاحب بہادر سے صلح کی ٹھہرائی۔

چنانچہ اب سنا جاتا ہے کہ والی برہما نے بعد بہت پشیمانی کے ۲۲ - جون کو یہہ اقرار کیا کہ ملک کرینی کی خود مختاری کے ہم ذمہ دار ہیں اور جو سرکار کے سفیران نے جنرل کے سپہ سالار کے ساتھہ بعزت پیش آئیکا حال دریافت کیا تو شاہ برہما نے صاف صاف من وعن

بیان کردیا اب سرکار کی تسلی بخوبی ہوگئی ہے اور احتمال لڑائی کا جاتا رہا۔

جب یہہ معاملہ شروع ہوا تھا تو ہمکو یہہ امید تھی کہ جسطرح والی حبش نے تھوڑے سے زور پر کھینچا تانی کی تھی اور بعد میں اپنے آپ کو حوالہ سرکار انگریزی کے کردیا تھا اسیطرح یہہ جنگلی والی برہما کریگا مگر خیر اس نے تھوڑی سی دانائی کی کہ بلا کھٹکے دھڑکے کے صلح کرلی۔ دوسرا ہمارا خیال یہہ تھا کہ اُس کے پاس نہ استعداد فوج ہے اور نہ سامان جب ذرا سرکار کی مہم کو دیکھیگا فوراً ڈر جاویگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب گورنمنٹ نے فوجیں اور سامان جنگ کا دہمکی کے طور پر برہما میں بھیجا تو وہ عین حکمت ہوگیا کہ شاہ برہما دیکھکر گھبرا گئے اور صلح کی جو جی اب سوچنا چاہیے کہ جب آدمی میں طاقت اور استطاعت نہ ہو اور پھر کام ایسے ویسے کرے تو نتیجہ سوا شرمساری کے اور کیا پاویگا سوچ کر کام کرنا ہر حال میں لازم ہے۔ اور دانا آدمیوں کا مقولہ ہے مصرعہ چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

اب عنقریب جناب فورسایتھ صاحب بہادر اپنے مقصد میں کامیاب ہوکر آوینگے اور شملہ پر جناب گورنر جنرل کو مژدہ سنائینگے۔

عبداللطیف

منقولات

عبادت کی تقسیم

عبادت کے حصوں پر کسقدر وقت صرف کرنا مناسب ہے اور کسطرح سے یہہ کل چیزیں ایسی ہوں کہ جماعت کو دلچسپ معلوم ہوویں عبادت عامہ کے کل کاموں میں سب سے بہتر وہ بندگی و ضروری ہے پس جسقدر انسان اسمیں مشغول و مصروف رہے بہتر و سودمند ہے یہہ ہماری زندگی کا وہ شغل ہے جو اور سب پر غالب ہوگا جب ہمارے کل کام دنیوی و دینی ختم ہو جائینگے تب یہہ بھی قایم و باقی رہیگا کہ ہم ابدیت تک خداوند ذوالجلال کی عبادت کیا کریں اور بڑی ستایش و تقدیس گایا کریں پس شک نہیں کہ جہانتک ممکن ہو اس ہی مبارک شغل میں مصروف رہیں تسپر بھی عبادت عام کا وقت حد کرنا اور اسکا ایسا ہونا کہ کل انسانوں کی حالت جہانتک ممکن ہو مناسب ہو ضرور اور واجب ہے کیونکہ جماعت میں چھوٹے بڑے مرد و زن پڑھے اور غیر پڑھے کمزور و دلاور زور آور سب شامل ہوتے ہیں اور اگر عبادت کو بہت طول دیا جاوے تو سب کے سب اُس دہیان اور غور میں شامل نہ ہوسکیں گے جیسا مناسب ہے کہ اسی ہی سے متفرق کلیساؤں نے جُدے جُدے وقت مقرر کئے ہیں بعضوں نے ایک روز بعضوں نے سواے اوروں کے ڈیڑہ روز بعضوں نے دو گھنٹہ بھی یہ تقسیم مناسب ہے لیکن میری ناقص سمجھ میں آتا ہے کہ اگر یہہ مقرری وقت کی حد مسیحی کلیساؤں کی متفرق فرقوں کیطرف سے نہوتی بلکہ حسب ضرورت ہر جماعت کی تو بہتر ہوتا اور پھر کہ یہہ مقرری بھی مثل مادیوں اور فارسیوں کی آئین نہو کہ جسمیں تغیر و تبدیلی کو جگہہ نہیں بلکہ حالات و موقع اور موسم کے مطابق بدلا جاوے مثلاً ایسی جگہوں میں جہاں سنڈے اسکول اور عبادت دونوں ایک سلسلہ میں ہوتے ہیں وہاں پر خیال چاہیے کہ دونوں باتیں صرف اس ہی وقت میں ختم ہوں کہ سب دلسے سن سکیں تاکہ جماعت میں کوئی بھی اونگھنے والا اور ناک پھلانے والا نہ پایا جاوے عبادت کے بعض کلیساؤں میں چار حصے اور بعض میں پانچ حصے ہیں یعنے گانا دعا کلام کا پڑھنا اور دعا اور زبور کا پڑھنا اب اگر عبادت ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے ہو تو چاہیے کہ اُس میں حمد سے آدہ گھنٹہ صرف ہو لیکن اگر بیس یا پچیس منٹ میں ختم ہو تو بہتر ہے کیونکہ یہہ وہ حصہ ہے جو کل عبادت کو لذت دار اور دلکش بناتا ہے یہہ ہی اُسے پھیکا اور بے لذت کرتا ہے طول کرنیمیں بہت خطرہ ہے باقی وقت اور باتوں میں صرف ہو اب مجھے یہہ بیان کرنا باقی رہا کہ کیونکر یہہ چاروں حصے دلکش اور سودمند ہوں انکا میں الگ الگ بیان کرونگا اول گیت یہہ ہماری عبادت کا وہ حصہ ہے جو زیادہ خوشی بخشتا ہے یہہ گویا ہماری روحوں کو جگاتا ہے اگر نظم وحشی دلوں کو تازگی بخشتا ہے تو گیت ہاں معرفتی غزلیں کتنی زیادہ دلوں پر تاثیر کرنے والیاں ہیں اور اس زمانہ میں جیسا ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ و دیگر ملکوں میں سیکڑوں جانیں اسکے ذریعہ سے نجات پاجاتی ہیں تو بیشک کلیساؤں میں علم موسیقی کو حتی المقدور ترقی دینا ضرور ہے اور تاکہ جماعت میں گانا موزوں ہو ضرور ہو کہ ہر جماعت اپنے درمیان چند اشخاص ایسے رکھے جو اُن گیتوں اور راگوں کو جو وقت عبادت کے گائے جائیں پیشتر سے مشق کرے اور باقی سب کے سب انکے پیچھے ملکے گاویں تا یہہ خیال دور ہو کہ گلے کو حد درجہ پھاڑنا اور آواز کو حد بلندی پر اُٹھانا گانے کی ماہیت اور عمدگی بگاڑتا ہے اہل یورپ اور امریکا جب اس ملک میں تشریف لائے تو اس ملک کی زبان میں عبادت کے گیت اُنہیں اپنے راگوں کو ہندوستانی عبارت میں گانا شروع کیا کہ وہ اب اس قدر اس ملک میں مستعمل ہوگیا ہے کہ اُسے اب دور کرنا دشوار ہے لیکن ہندوستانیوں کے دلپر بھجن اور غزلیں تاثیر کرتی ہیں اس سے نہیں ہوتی اور انمیں وہ شاعرانہ خوبصورتی اور خوبی کا شمہ بھی نہیں پایا جاتا ہے جو دلپر تاثیر کرتیں ہیں مثلاً جب دریا سے پھر کر جاؤں کہاں کہیں درد گناہ کی دوا ہی نہیں

ٹھہری کے لئے پڑ گایا جاوے تو کون ہندوستانی ہو جو اسکو سمجھے کے اغرض یہہ ہو ایسی تصنیفوں کو بالضرور ترقی دینا چاہیے اسکی ترقی دینے کے لئے اگر انعام مقرر ہوں تو بہت خوب ہوگا اگر غزلیں مذکورہ بالا کی مضمون سے جو گوا ایسا میں ہو گذارش کی جاتی ہے کہ ایسے اور گیت طیار کریں تو ضرور وہ اسباب میں کوشش کرینگے یعنے رفتہ رفتہ آنے والی پشتوں کے لئے ایک اچھا خزانہ ذخیرہ ہو جائے گا جیسا کہ آج کو اور مسیحی ملکوں کا حال ہے دوسرے دعا عبادت عام میں خواہ مخواہ کچھہ تنگی ہو گی اور چاہیے وے کبھی ہوں یا زبانی کہیجائیں قریب کے برابر میں مضمون ہوا کرینگے تو بھی اسکو کسیقدر مختصر کرنا ضرور ہے اور اگر کل مضمون تھوڑے میں ختم نہ ہو تو بہتر ہے کہ دو یا تین بار کر کے بیچ میں گیت گا کے مانگی جائے اور ایک بار دس یا پانچ منٹ سے زیادہ نہو کیونکہ زیادہ طول ہونے سے سب لوگوں کا دل شامل نہیں ہو سکتا ہے دعا مانگنے میں اکثر کتنی غلطیاں کیجاتی ہیں جنسے باز رہنے کی کوشش کرنا ہر ایک کو درکار ہے اکثر یہہ دیکھنے میں آتا ہے کہ گویا اسکے دو حصے ضروری ہیں یعنی دیباچہ اور دوسرا خاتمہ اور بیچ میں مضمون خاص کر اب اسکی کی ضرورت دیکھنے میں آتی ہیں اور اسیطرح جب کوئی ایک بھائی دعا مانگے ہر ایک اپنا مقرری دیباچہ سے شروع کرے خاتمہ اور طول کو بھی نہ چھوڑیں تو فضول وقت ضایع ہوتا ہے مثلاً کیا ضرور ہے کہ ہر ایک یہہ بھی کہے کہ شکر ہم سب کو تونے زندہ رکھا ہے وغیرہ جب ایک بھائی نے اسکا شکر کیا تو کیا ہم اسمیں آمین کہکے شامل نہوئے پھر بار بار دوہرانے کی کیا ضرورت ہے پھر جب پریر مٹنگ میں جمع ہوتے تو بھی ایسا ہوتا ہے وہ بھائی جو شروع کرتا ہے وہ بھول جاتا ہے کہ بہت اسکے پیچھے دعا مانگیں گے اور یوں ہوتا ہے کہ وہ حتی المقدور یہہ کوشش کرتا کہ کوئی بات چھوٹ نجائے بلکہ وہ صبح سے شروع کرتا اور شام بلکہ دوسری صبح تک پہنچتا ہے آخری جملہ اسکے منہہ سے یہہ نکلتا ہے اور صبح کی روشنی ہمیں سلامتی میں دکھا نا یوں اور نصف وقت تک ایک ہی بار گھٹنے جھکانے پڑتے ہیں پھر بدلتے بدلتے دق ہو جاتے ہیں۔ تیسرے ایسا ہوتا ہے کہ مضمون جسپر نصیحت ہوئی یا جو کلام سے بر تا گیا اسکی دعا میں کوئی خبر ہی نہیں لیتا ہے کلام کا پڑھنا اسمیں اکثر غفلت ہوتی ہے ویسے بعض وقت بڑی خطا اس باب میں کرتے تاکہ انکو وعظ سے وقت زیادہ ہو یا کلام کے پڑھنے کو کم کرتے ہیں کیا انکا کلام الہامی کلام سے زیادہ تاثیر بخش ہے میری سمجھ ناقص میں آتا ہے کہ اتوار کی عبادت میں دو باب سے کم پڑھنے نچاہئیں پہلے یہہ سبق پورانے اور نئے عہد نامہ سے اسطرح انتخاب کیا جائے کہ مذہب کے اصول کی باتیں اور بیبل کے خاص مضمون درج ہوں تاکہ ایک سال کے عرصہ میں ان پڑھے بھی جو برابر حاضر ہوا کرتے ہیں خاص باتوں کا علم سیکھہ لیں جیسا کہ چرچ آف انگلینڈ نے اپنی پریر بک میں انتخاب کیا ہے چوتھے وعظ اسکے بارہ میں میں اس لایق نہیں کہ کچھہ ہدایت کے طور پر لکھوں اس لئے صرف دو تین باتوں کا ذکر کرونگا جو سننے والوں کو بیمعلوم پڑتے ہیں اول بہت طول نہ دینا چاہئے پر وہاں تک ختم کرنا مناسب ہے جہاں تک لوگ دھیان اور غور کے ساتھ سنیں دوسرے حوالوں کا مفصل بیان بے فایدہ ہے جو سب جانتے ہیں مثلاً داؤد کا قصہ دن کے ماند میں ڈالا جانا جب کہ یہہ بات سب جانتے ہیں تو طول طویل بیان کرنا صرف سننے والوں کو حیران کرنا ہے تیسرے زیادہ طیاری کرنی چاہیے چوتھے حاضرین کے لئے سوچنے کی جگہہ چھوڑنا چاہیے فقط از شمس الاخبار

کفایت شعاری

آدمی روز ولادت سے روز وفات تک اپنے قوا اور ہوش و حواس میں ہمیشہ صحیح اور سالم نہیں رہتا ایام طفلی میں وہ محض بیکس ہوتا ہے اوروں میں وہ اور لوگوں کی محنت سے پرورش پاتا ہے اور بعد گذر جانے جوانی کے اس کے اعضا کمزور ہونے لگتے ہیں اور یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ اس سے ذرا بھی محنت نہیں ہو سکتی ہے اس زمانہ میں اگر اسکے پاس سرمایہ نہو تو ضرور ہے کہ وہ اپنی اولاد پر واسطے پرورش کے بھروسا کرے اسوقت وہ بالکل انکے رحم میں ہوگا اور جسطرح وہ اس سے پیش آوینگے وہ اسے سہنا پڑیگا کیا خوب بات ہو اگر وہ اپنے ایام جوانی میں کفایت پر نظر رکھے اور اپنی آمدنی سے پس انداز رکھتا جاوے تاکہ ایام پیری میں کسی کا محتاج نہو اگر ایک آدمی جتنی کہ آمدنی ہو اتنا ہی خرچ رکھے تو اس کے پاس ہرگز کچھہ نہیں بچیگا اور یہہ حال ہوگا کہ جب تک اسکے ہاتھہ پیر چلتے رہیں گے تب تک تو روٹی کھاوے گا لیکن پیچھے میں نوبت گدائی کی پہنچے گی اور اس وقت طبیعت کو کتنا رنج حاصل ہوگا بعض وقت ایسا دیکھنے میں آتا ہے کہ اولاد ناخلف نکلتی ہے اور اپنے بزرگوں کی پرورش اور ناز برداری سے بہت بیزار ہی اور حقارت کے ساتھہ کرتی ہے ایسی صورت میں بے سرمایہ والے بزرگوں کو اپنی اولاد ناخلف کے مدارات سے کتنا کچھہ رنج حاصل ہوگا اور اپنے پہلے کی فضول خرچی پر کتنا افسوس آویگا اس ملک میں اکثر اہل علم کا یہہ مقولہ ہے کہ اے صاحب

بہی خوب ہو کہ ساری عمر نوکری کرتے رہیں لیکن دیکھنا چاہیے کہ یہہ کیا بیوقوفی ہو نوکری بھی ایک قسم کی غلامی ہو آدمی ایام خدمت گذاری میں بالکل خاوند کی مرضی پر رہتا ہو اُسے ہر طور کی آزادی نہیں حاصل ہوتی اور تمام عمر ایک شخص کا غلام رہنا بڑی خرابی ہو اس غلامی سے جہاں تک ہو سکے جلد رہائی پانی چاہیے آدمی کو یہہ نہیں خیال کرنا چاہیے کہ اپنی ساری عمر عزیز کو غلامی میں بسر کروں اُسے یہہ بھی خیال کرنا چاہیے کہ انسان کے ذمہ اور بھی بہت سے کام ہیں جنکا کرنا باعث نجات عقبیٰ اور نیکنامی اور رضامندی اپنی ذات کی ہوتی ہو لیکن اگر وہ ہمیشہ روٹی کی فکر میں پڑا رہے تو ان باتوں کیطرف بہت توجہ نہیں کر سکتا پس اسوقت میں اُسے چاہیے کہ اوائل عمر میں بہت محنت کرے اور اپنے اخراجات میں کفایت رکھے تاکہ جلد اُسکے پاس سرمایہ جمع ہو جاوے اور وہ نوکری کی غلامی سے آزاد ہو کر اپنے دل اور توجہ کو اور عمدہ کاموں کی طرف مصروف کرے اور اپنی باقی حیات کو عبادت معبود اور فائدہ رسانی خلق میں جو بڑی خدا پرستی ہو صرف کرے واضح ہو کہ غرض ہماری کفایت شعاری سے کنجوسی نہیں ہو کنجوسی ایک قسم کی بُرائی ہو اور کفایت شعاری ایک قسم کی نیکی کفایت سے ہماری غرض یہہ ہو کہ جتنا مال صرف کرنے کی ضرورت ہو اُتنا ہی صرف کرے اُس سے کم اور نہ زیادہ اپنے کاموں کو ایسے طور پر انجام دینا چاہیے کہ جہاں تک ممکن ہو تھوڑے خرچ کرنے سے بہت فائدہ حاصل ہو اگر ایک آدمی چار گرہ کپڑے کیواسطے اپنا انگرکھا تنگ کروا لے وہ اتنا ہی بیوقوف ہو جتنا کہ وہ شخص جو چار گرہ زیادہ خریدتا ہو اور اُسے خراب کر ڈالتا ہو اکثر اس دُنیا کے آدمی سمجھتے ہیں کہ فضول خرچ خوب ہو اُسکی خوب نیت ہو وہ ایسا فیاض ہو کہ اُسکے نزدیک سیکڑوں روپیہ کچھہ قدر نہیں رکھتے وہ یہہ بھی کہا کرتے ہیں کہ ایسے لوگوں کے سبب سے بہت آدمی پرورش پاتے ہیں خلاف اس کے فلانا تو بڑا کنجوس ہو وہ کوڑی کوڑی جمع کرتا ہو اُسکے کمانے سے کس کو فائدہ ہوا ہو دیکھنا چاہیے کہ یہہ کیسی غلط اور قیاسی باتیں ہیں فضول خرچ کے مال سے بہت تھوڑے آدمیوں کو فائدہ پہنچتا ہو وہ اپنے روپیہ بیکار کاموں میں ضایع کرتا ہو اُس کے سرمایہ سے چند سست اور کم محنتی آدمی پرورش پاتے ہیں۔ لیکن خلاف اُسکے کفایت شعار آدمی کے مال سے بیچارہ محنتی اور نیک نیت مردوں کو فائدہ ہوتا ہو کیونکہ کفایت شعار آدمی اپنے روپیہ کو صندوقوں میں نہیں بند رکھیگا وہ یا تو اپنے آپ کسی کام میں لگاویگا یا کسی کارخانے والے یا کسی محنتی آدمی کو قرض دیویگا ہر دو صورت میں بہت مزدور اسکے مال سے روٹی کما کھاوینگے اگرچہ نظر غور سے دیکھیں تو فضول خرچی پر بہت سے نقصان ہیں کہ فضول خرچ آدمی اپنا مال بیفائدہ کاموں میں صرف کرتا ہو وہ اپنے وسیلے سے راحت و آرام کو کھوتا ہو اور بیچارے محنتی مزدوروں کی روٹی کما کھانے کے اسباب کو خراب کر ڈالتا ہو فضول خرچ آخر کار مفلس ہو جاتا ہو اُسکی نیکنامی جاتی رہتی ہو اور سب کے نزدیک ذلیل اور خوار ہو جاتا ہو اُسکی اولاد با آسایش پرورش اور تربیت نہیں پاتی اُسکے گھر میں بڑی بے بندوبستی ہو جاتی ہو اور سارا گھر ایک تماشا گاہ افلاس اور بدبختی کا ہو جاتا ہو ایسے لوگوں کے حال کے دیکھنے سے جو اپنے روپیہ کو بسبب ضعف عقل کے اخراجات فضولی میں صرف کرتے ہیں اور اخیر کو مفلس ہو جاتے ہیں کتنا رحم آتا ہو جب ایک شخص بسبب فضول خرچی کے مفلس ہو جاویگا وہ یا تو گدائی کریگا یا چوری ہر دو صورت میں اس پر بدنامی حاصل ہو گی اور وہ اپنے ہمسروں کی آنکھہ میں بیوقار ہو جاویگا جب فضول خرچوں پر افلاس آجاتا ہو تو آنکی خام خیالیاں جاتی رہتی ہیں اور قواعد ایسے لوگوں کو مدرسہ مفلسی میں تربیت دیکر سبق کفایت شعاری سکھاتے ہیں۔

از وکیل ہندوستان

اخبارات ملکی و ولایتی

سنجیدگی۔ انڈین مرر میں مرقوم ہو کہ کراچی میں ایک عیسائی نے لکچر دیا اور اُسمیں مسلمانوں کے اعتراض وغیرہ کا جو وہ دین مسیحی پر کرتے ہیں جواب دیا۔ خاتمہ لکچر پر مسلمانوں نے اور بھی بہت سے سوال کئے مگر اُن سبکے جواب نہایت نرمی سے دئے گئے۔ برخلاف اِسکے اگر عیسائی معترض ہوتے اور مسلمان مجیب تو ایسا ہونا مشکل تھا۔ بہرحال اگر مسلمانوں و عیسائیوں میں مباحثہ ہو تو انجام اُسکا بغیر کسی فریق کے دل دُکھنے کے ہونا بھی غنیمت ہو۔ اگرچہ مسلمانوں کی طرف سے بھی میں کئی فساد ہوئے ہیں مگر اب معلوم ہوتا ہو کہ لوگ انسانیت پر آتے جاتے ہیں۔ فقط

آتش زدگی شملہ۔ آج کل اگرچہ موسم بارش کا ہو مگر اس کو آگ کی فصل بھی کہا جاوے تو بیجا نہوگا نینی تال۔ کوہ مری۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ وغیرہ نے تو دور دور شہرت حاصل کر لی تھی اب شملہ کی باری تھی چنانچہ ۲۲ جون کو وہاں بھی آگ نے اپنا جلوہ دکھا دیا۔ اب صاحب وکیل ہندوستان لکھتے

اپنے نامہ نگار کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ اس آگ کی شروع ایک انگریزی کی دوکان سے ہوئی جنے اسی سال دوکان کھولی تھی۔ اُس سے پھر دوسری طرف پھیلی اور کچھ غیر مشہور مقامات کو جلا کر ایک فوٹوگراف کے کارخانہ کو خاک سیاہ کیا بعد اُسکے ایک مسجد کی باری آئی پھر حسین بخش سوداگر کی دوکان جو مال و اسباب سے پُر تھی آگ نے سب اسباب خرید لیا۔ اور بہت سے سوداگروں کا نقصان ہوا اس آگ سے بازار کے لوگوں کو بڑا خوف پیدا ہوا۔ اور اپنے اپنے مکان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

ملک اودہ میں ایک پنڈت اصول اہل ہنود کے مذہب پر وعظ کرتا پھرتا ہے۔ اس کا وعظ خاص اور عقلمند آدمی سنکر اُس کے خیالات پر خندہ زنی کرتے ہیں۔ اور اسکولوں کے طالب علم نہایت ہی ہنستے ہیں کیونکہ اسکی باتیں جو وہ بیان کرتا ہے عقل کے خلاف ہیں۔ اوّل تو وہ کہتا ہے کہ سوائے بُت پرستی کے عبادت قبول ہوتی ہی نہیں اور جو بُت پرستی نہیں کرتا ہے اسکی نجات ہرگز نہیں ہوگی۔

دوئم بیان کرتا ہے کہ شروع میں خدا نے چار مذہب بنائے تھے جو اُن چاروں سے بھاگ گئے گنہگار ٹھہرے شاید گرمی کے باعث پنڈت جی کے دماغ میں خلل آگیا ہو۔ جو ایسی لچر باتیں وعظ میں بیان کرتے ہیں۔

آبادی دنیا کی آبادی کا حال جناب الونیس اسٹراف صاحب نے جو دریافت کیا اُس سے معلوم ہوا۔ کہ تمام دنیا میں ایک ارب چھبیس کروڑ بیس لاکھ چوہتر ہزار آٹھ سو ساٹھ آدمی ہیں جنمیں سے ۳۳ کروڑ ۱۴ لاکھ ۹۵ ہزار عیسائی دس کروڑ ۶۵ لاکھ ۸۰ ہزار مسلمان اور ۲۰ لاکھ ۱۶ ہزار ۷ سو یہودی ہیں باقی بُت پرست۔ معلوم ہوا کہ تعداد بُت پرستوں کی زیادہ ہے۔

حقہ کی قیمت جو حقہ سلطان ٹیپو نے جناب لارڈ کارنوالس صاحب سابق گورنر جنرل کشور ہند کو تحفتاً دیا تھا اب وہ ولایت میں نیلام ہوا ہے اسکی قیمت نیلام میں دو ہزار سات سو انسٹھ روپیہ وصول ہوئی۔ فقط

چھاپہ کی کل ایک صاحب نے ایک چھاپہ کی کل ایسی ایجاد کی ہے جسمیں ایک گھنٹہ میں ۵۰۰۰ کاغذ چھپکر لفافہ معہ گوند کے تیار ہوتے ہیں۔

رپورٹ بپٹسٹ مشن پریس آگرہ سے معلوم ہوا کہ سال گذشتہ میں یہاں ۷۔ آدمی عیسائی ہوئے۔

دہلی مشن رپورٹ دہلی مشن سے معلوم ہوا کہ سال گذشتہ میں یہاں ۱۴۲۔ آدمی عیسائی ہوئے۔ اس مشن کا یہہ عمدہ قاعدہ ہے کہ جو عیسائی ہوتا ہے اُسکو مشن سے تنخواہ نہیں ملتی ہے بلکہ خود اپنا کام کر کے اوقات بسری کرتا ہے۔ اور واعظ بھی اسیطرح اپنا گذارہ کرتے ہیں۔

ترکستان۔ جناب پادری جیپ صاحب لکھتے ہیں کہ بیروت میں ترکی لوگ اپنی عادت کے موافق دیگر ولایت والوں سے حسد اور کینہ بدستور سابق رکھتے ہیں۔

دینداری۔ جو مقدمہ ریاست جیوا میں بابت گدی نشینی کے ہو رہا تھا اُسکا فیصلہ ہو چکا ہے جناب لور سنگہ صاحب جو پکے دیندار عیسائی ہیں اُنکا حق اس گدی پر تھا اور اسیواسطے اُنہوں نے دعوی بھی کیا تھا مگر وہاں کی رعایا نے یہہ کہا کہ یہہ گدی سوائے اسی مذہب کے نہیں ملتی ہے اسپر لور سنگہ نے صاف صاف کہدیا کہ میں اپنا دین جو حق دین ہے اختیار کیا ہے دنیا کی ہوس میں نہیں چھوڑتا اور مجھکو گدی نہیں چاہیے اب اُس گدی پر اور شخص بیٹھا ہے فقط

تحقیقات۔ مسٹر جارج آسمتھ صاحب جو پنجاب گورنمنٹ سیاپٹومیا کی تحقیقات کے لئے مصروف ہیں اُنکے واسطے دس ہزار روپیہ اور خزانہ سے دئے گئے ہیں۔

نیویارک۔ نیویارک واقعہ امریکا کا ایک ٹیلیگرام ظاہر کرتا ہے کہ وہاں کے بڑے گرجا گھر میں آگ لگ کر سارا گرجا گھر جلگیا۔ منجملہ اُن آدمیوں کے جو آگ فرو کرنے کی کوشش کر رہے تھے ۶۰۔ آدمی ہلاک ہوئے۔

موقوف شدہ ملازم۔ اخبار دہلی گزٹ تحریر کرتا ہے کہ جو لوگ فوج گیکوار معزول کی جو موقوف ہو گئے ہیں جوق جوق الہ آباد میں آتے ہیں اور یہاں سے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں یہہ لوگ پولیس کے پہرے میں آتے ہیں شاید انکا کل مصارف ریاست بڑودہ سے دیا جائیگا۔ ذ

یادگار۔ شہر لاہور نے پرنس آف ویلس کی تشریف آوری کے پہلے ہی یہہ تجویز سوچی ہے کہ شہزادہ ممدوح کی یادگاری تشریف آوری لاہور میں قایم کرنیکے واسطے چندہ جمع کیا جاوے اور کُل چندہ کی رقم دو لاکھ روپیہ سے کم نہ ہو۔

راستہ۔ کابل اور پشاور کا راستہ بدستور جاری ہے حاکم جلال آباد اب تک لال پورہ میں ٹھہرا ہوا ہے لیکن سوداگر لوگ مال و اسباب لاتے اور لیجاتے نہیں۔

آخوند سوات۔ لارنس گزٹ کا کارسپانڈنٹ پشاور سے لکھتا ہے کہ آخوند صاحب فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہیں اور اُنکے مرنے کی خبر جو اخبار و میں شایع ہوئی ہے غلط ہے۔

دریاے اٹک۔ دریاے مذکور کے موہانے پر ایک بڑا بھاری پتھر گر گیا ہے جسکے باعث اب دریاے اٹک

اپنے معمولی روز مرہ سے وعینٹ کم ہو گیا ہو اسلیے وہاں کے لوگوں کو اندیشہ ہو کہ مبادا زور کرے اور نقصان پہنچاوے۔

بریلی۔ میں تیس ہندوستانی لڑکیوں کو ڈاکٹری سکھلائی جاتی ہو انگریزی ڈاکٹر نے جو اُنکا امتحان لیا تو کامیاب نکلیں۔ ہماری راے میں جہانتک ہو سکے مستورات کو اس علم کی ضرور تعلیم دیجاوے۔

فیض آباد۔ میں آج کل بڑے زور شور سے بارشیں ہو رہی ہیں اور غلہ بھی بہ نسبت سابق کی ارزانی پر ہو۔

اپیل۔ راجہ رگھبیر سنگھ کے مقدمہ کا اپیل صاحب جج سہارنپور کے ہاں گذرا ہو اور ہائی کورٹ سے اسکی سماعت کیواسطے دریافت ہوا ہو۔

بڑودہ۔ گائکوار جدید کے قدیمی دستورات بابت مسند نشینی کے ہو چکے اور کئی روز تک وہاں رسومات ادا ہوتی رہیں۔

برہمو۔ بمبئی کا ایک انگریزی اخبار لکھتا ہو کہ یونیٹیرین مذہب اور برہمو سماج اُسی ایک ہی اخلاقی طاقت کا نام ہو جو لوگوں کو ظاہرا اور پردہ دو نو طرح خدا کی بادشاہت کی طرف مایل کر رہی ہو۔

سزا۔ اخبار وکیل ہندوستان سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے قران کو جلایا تھا صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر کے اجلاس سے دو دو برس قید اور پچاس پچاس روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی۔ یقین کہ اس عبرت کو بہت سے لوگ قبول کرینگے۔ فقط

طلاق دختر رز۔ ولایت میں ایک مجلس پرہیزگاری قایم ہوئی ہو اُسکی سالانہ رپوٹ جو جلسہ عام میں پڑہی گئی اُس سے معلوم ہوا کہ انگریزی فوج کے گیارہ ہزار آدمیوں نے شراب کے پینے سے قسم کھائی یقین کہ وہ مجلس اپنے کام میں کامیاب ہوگی۔

نو ایجاد۔ امریکہ میں ایک بندوق ایسی ایجاد ہوئی ہو کہ ایک منٹ میں بارہ سو گولیاں چلتی ہیں۔

طغیانی۔ دریاے گرون جو ملک فرانس میں ہو اسکی ایسی طغیانی پر ہو کہ اپنی حد سے باہر نکل گیا اور بہت آدمی اُسمیں ڈوب گیے اور چند آدمیوں کو خانہ بدوش کیا چنانچہ دو سو پندرہ لاشیں دریاے سے برآمد ہوئی ہیں۔

ظلم۔ دکن کے علاقہ میں ایک پادری صاحب بطور دورہ کے تشریف لے گئے تھے ایک عورت جو صاحب کے کام کاج پر نوکر تھی اُس نے موضع میں جاکر ایک شخص سے جو کنوے پر پانی بھر رہا تھا پانی مانگا اُس نے پانی دیدیا۔ چونکہ وہ ملازمہ عیسائی مذہب رکھتی تھی حاسدوں نے اُس گاؤں میں افواہ اُڑا دی کہ اُسنے کنوے میں سے پانی بھر لیا ہو اور کنوا خراب کر دیا ہو اُس عورت کو تحصیلدار نے اسقدر کوڑے لگائے کہ تمام بدن کی کھال چھل گئی اور بہت زخمی ہوئی پھر بھی رحم نہ آیا دو روپیہ جرمانہ بھی اُس سے وصول کیا۔

جھوٹ۔ جو کہ مسٹر طول صاحب عرف عبد الرحمان کی بابت اخباروں میں ہجرت کرنے ہند سے اور چلے جانے مکہ کو شہرت ہو بالکل غلط ہو۔ اب اخبار روس سے معلوم ہوا کہ مسٹر طول صاحب ہندوستان ہی میں ہندی پڑھینگے۔

برہما۔ ۲۹۔ جون کا تار خبر دیتا ہو کہ شاہ کی کونسل نے آج اپنا اجلاس کیا اور اس معاملہ میں بات چیت ہوئی۔ کہ سرکار انگریزی کی فوج ہمارے ملک میں کو ہو کر چین نہ جاوے یعنی ہماری سرحد میں ہو کر انگریزی کی فوج نہ آوے۔ فقط

لودیانہ۔ شروع ہفتہ میں لو گرمی کا بڑا زور رہا آخیر میں خدا کے فضل سے بوندا باندی ہوتی رہی جس سے گو نہ خنکی ہو گئی ہو اگرچہ ابتک کھلکر نہیں برسا مگر امید ہو کہ بارش خوب ہوگی

بتوجہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر جا بجا آواز دہل شہر میں منادی ہو گئی ہو کہ کوئی پنساری خراب دوا فروخت نہ کرنے پاوے اور یہ بھی حکم کنجڑوں کی نسبت ہو کہ باسی ترکاری نہ بیچیں

ایک سید صاحب نے کسی گاؤں میں جا کر پچاس روپیہ لیکر لڑکی کا ناطہ کر دیا تاریخ مقررہ پر جب برات آئی تو معلوم ہوا کہ سید صاحب کے لڑکی نہیں ہو دو روز برات پڑی رہی آخر مایوس ہو کر چلی گئی۔ بعض ہندو تو لڑکی کے ہوتے ہوئے روپیہ لیا کرتے ہیں یہاں پر مسلمان صاحب نے عدم موجودگی لڑکی کے روپیہ لیا

رسید زر

خباب پادری راب صاحب از اجمیر — عہ
خباب بخشی رگھبیر دیال صاحب چھاونی جالندھر — ۱۰/
خباب پادری زنگر صاحب میرٹھ — سیر
خباب منشی موہن لعل صاحب مدرس کنجرور — ۱۲/
خباب منشی امام الدین صاحب شہیار گنج گڈ — ۱۱/
مولوی نعمت علی صاحب مدرس — ے
مسٹر جی ڈولیس صاحب انزرنگ — للعہ
خباب ڈاکٹر مسکول صاحب از کشمیر — سیر
خباب کرنیل الکیگزنڈر بیل صاحب از سیالکوٹ — سیر
خباب منشی بھگوان داس صاحب [illegible] — سیر
خباب سید غوث علی صاحب رئیس لودیانہ — سیر

مطبع امریکن مشن لودیانہ میں باہتمام پادری ویری صاحب کے چھپا